107594 ـ ساتھ رہنے والے بیٹے کو اپنے مال کی زکاۃ ادا کرنا

سوال

کیا ماں اپنے ساتھ رہنے والے اکیس سالہ بیٹے کو اپنی زکاۃ ادا کر سکتی ہے، کیونکہ بیٹا ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہے اور تعلیم مکمل کرنے کے لیے قرض نہیں لینا چاہتا، بلکہ صرف ہفتہ وار چھٹی کے دن کام کرتا ہے، جس سے ہونے والی آمدنی کافی نہیں ہوتی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ زکاۃ دینے والے کے لیے ایسے شخص کو زکاۃ دینی جائز نہیں جس کا نفقہ زکاۃ دینے والے کے ذمہ ہو.

اس بنا پر اس ماں کی حالت دیکھی جائیگی اگر توشرعی طور اس کی اولاد کا خرچ ماں کے ذمہ ہے تو پھر وہ اپنی اولاد کو زکاۃ نہیں دے سکتی، اور اگر اولاد کا نفقہ شرعا ماں کے ذمہ نہیں تو پھر اسے زکاۃ دینے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ کسی دوسرے شخص کو دینے کی بجائے اولاد کو دینا افضل ہو گی.

ماں پر اس کے بچے کا نفقہ درج ذیل شروط کی بنا پر واجب ہوتا ہے:

1 ـ باپ موجود نہ ہو تو.

اس لیے جب بچے کا باپ موجود ہو بچے کا صرف اکیلے باپ پر ہی نفقہ واجب ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر بچے کا باپ نہ ہو تو ماں پر بچے کا نفقہ واجب ہو گا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کا قول یہی ہے " انتہی

2 ـ ماں اتنی مالدار ہو کہ اس کے پاس ضرورت سے زائد مال ہو.

3 ـ بیٹا تنگ دست اور مال کا ضروتمند ہو.

جب یہ تین شروط پائی جائیں تو اس صورت میں والدہ کے لیے اپنے بیٹے پر خرچ کرنا واجب ہوگا، اور اسے بیٹے کو

زکاۃ دینا جائز نہیں ہو گی.

اور اگر باپ موجود ہو تو ماں کے لیے اپنے بیٹے کو زکاۃ دینا جائز ہوگی، کیونکہ اس وقت ماں پر بیٹے کا نفقہ واجب نہیں.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابن منذر وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ بیٹے کو واجب اور فرض زکاۃ کے پیسے نہیں دیے جائیں گے.

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ فرضی زکاۃ اسے دینی جائز نہیں جس کا خرچ زکاۃ دینے والے پر واجب ہو، اور باپ کی موجودگی میں ماں پر بیٹے کا خرچ واجب نہیں ہوتا " انتہی بتصرف.

ماخوذ از: فتح الباری.

اور جب ماں اپنے بچے پر نفقہ کی استطاعت اور قدرت نہ رکھے تو پھر اسے زکاۃ دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس حالت میں بیٹے کا نفقہ ماں پر واجب نہیں ہے.

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر والدین آباء و اجداد اور اولاد نچلی نسل تك فقراء اور تنگ دست ہوں اور وہ ان پر نفقہ کرنے سے عاجز ہو تو انہیں زکاۃ کے پیسے دینے جائز ہیں، امام احمد کا ایك قول یہی ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: الاختیارات الفقھیۃ (104).

اور مجموع الفتاوی میں درج ہے:

" جب بیٹا نفقہ کا محتاج ہو، اور باپ کے پاس اس کے نفقہ کے لیے کچھ نہیں تو اس میں نزاع و اختلاف ہے، ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لیے باپ کی نکالی ہوئی زکاۃ لینی جائز ہے، لیکن اگر وہ باپ کے نفقہ سے مستغنی ہو تو پھر اسے زکاۃ کی ضرورت نہیں " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (25 / 92).

اسی طرح اگر بیٹا مقروض ہو تو بیٹے کے قرض کی ادائیگی کے لیے اپنی زکاۃ بیٹے کو دے سکتی ہے.

مزید فائدہ اور تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (20278) اور (50739) اور (85088) کے جوابات کا

مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .